Fikr-o-Nasar (Islamabad) 30:1-2 (1992)

ہاؤسا زبان میں نعت گوئی

ڈاکٹر محمد خالد مسعود

ہاؤسا زبان کا نام بھی ہے اور ان قبائل کا بھی جو یہ زبان بولتے ہیں ۔ یہ قبائل نائیجیریا کے شمال مغرب اور نائجر کے جنوبی علاقے میں آباد ہیں۔ مغربی افریقہ میں آباد قبائل میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان کے بعد فولانی قبائل ہیں جو فلفلدے زبان بولتے ہیں ۔ ہاؤسا قبائل کی اکثریت مسلمان ہے ۔ یہ زیادہ تر کاشت کاری اور تجارت سے وابستہ ہیں۔ فولانی گلہ بانی اور مویشی پالنے کا کام کرتے ہیں۔ دونوں قبائل میں خواتین تمام کاموں میں مردوں کے برابر شریک ہوتی ہیں۔

ہاؤسا قبائل کی پرانی تاریخ اساطیری کہانیوں میں گم ہے۔ تاریخ کی روشنی آٹھویں صدی ہجری کے بعد پڑتی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جب اس علاقے میں اسلام کے اثرات پہنچنا شروع ہوئے۔ بعض اساطیری کہانیوں میں بیان کردہ قدیم تاریخ میں عرب اور اسلام سے رابطے انہی اثرات کی غمازی کرتے ہیں۔ سب سے مقبول کہانی " دورا" کے مطابق بغداد کے بادشاہ بائی جیدا (بایزید؟) کا بیٹا اس علاقے میں آیا۔ ایک ظالم اور خونخوار اژدہا سے یہاں کے لوگوں کو نجات دلائی ۔ بورنو کے بادشاہ نے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کردی۔ ان کی اولاد سے جو سات ریاستیں وجود میں آئیں یہ " ہاؤسا باکوائی " کہلائیں۔

ہاؤسا قبائل میں اسلام کی اشاعت مالی کے مانڈنگو قبائل کے ذریعے ہوئی ۔ خصوصاً مالی کے بادشاہوں یاجی اور منساموسی کے زمانے میں یہاں اسلام بہت تیزی سے پھیلا۔ اسلامی علوم کے فروغ میں عبدالکریم مغیلی اور سوڈان کے علماء کے اثرات بہت دیرپا تھے۔ تاہم ہاؤسا میں اسلام کی تاریخ میں سب سے نمایاں نام شیخو عثمان دان فودیو (۱۷۵۴ء - ۱۸۱۷ء) کا ہے جن کی اسلامی تحریک کے نتیجے میں ہاؤسا معاشرت میں بنیادی تبدیلیاں آئیں ۔ ہاؤسا زبان میں اسلامی ادب کی روایت کو فروغ بھی اسی تحریک سے ملا۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

آج کل ہاؤسا زبان بولنے والوں کی تعداد دو کروڑ سے زیادہ ہے۔ نائیجیریا، نائیجر، اور کیمرون کے اکثر علاقوں میں ہاؤسا بولی جاتی ہے۔ اور مغربی افریقہ کے اکثر علاقوں میں یہ رابطے کی زبان ہے، ہاؤسا زبان نے اسلام کی گود میں آنکھ کھولی۔ اس لئے اردو اور سواحلی کی طرح اس پر اسلامی اور عربی زبان کے اثرات بہت واضح ہیں۔ مثلاً" روزانہ کی سلام دعا میں آپ بار بار" لافیا" کی تکرار سنیں گے۔ یہ عربی لفظ العافیہ کی ہاؤسا شکل ہے۔

طالب علم کو الماجری (المہاجر) اور استاد کو مالم (معلم) مدرسے کو لوجی (لوح، تختی) کہتے ہیں۔ ہاؤسا میں اسم کی مختلف حالتوں میں اکثر اس کے اعراب نہیں بدلتے اس لئے عربی الفاظ جب ہاؤسا میں آئے تو ان کے اعراب جوں کے توں رہے مثلاً" محمدو (محمد) احمدو (احمد) نوحو (نوح)، ملیو (علی)، یونسا (یونس)، الیاسا (الیاس)، شیحو (شیخ) اساؤ (اسماء)، اپنے اعراب سمیت موجود ہیں۔ ہاؤسا انیسویں صدی تک " عجمہ " رسم الخط میں لکھی جاتی تھی جو ہاؤسا صوتیات کے مطابق کچھ تبدیلیاں کر کے اختیار کیا گیا تھا۔ آج کل ہاؤسا رومن حروف میں لکھی جاتی ہے۔

ہاؤسا ادب کی تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ لوک ادب، اسلامی ادب اور جدید ادب۔ لوک اور جدید ادب ہمارا موضوع نہیں اس لئے اتنا کہنا کافی ہے کہ لوک ادب زیادہ تر مقامی کہانیوں پر مشتمل ہے جن میں جانوروں کے سبق آموز قصوں کے ذریعے فلسفہ، تاریخ اور اخلاقیات کے موضوعات کو بیان کیا جاتا ہے۔ اسلام کی آمد کے ساتھ علوم کی اشاعت ہوئی تو لوک ادب کی جگہ اسلامی ادب نے لے لی۔ جدید ادب بیسویں صدی میں ابھرا اس پر یورپی اثرات بہت واضح ہیں۔ اسلامی ادب کے موضوعات اسلامی اور مقامی تاریخ اور اسلامی تعلیمات ہیں۔ ہاؤسا اسلامی ادب نے شیحو کی تحریک اور ان کی قائم کردہ سکوٹو خلافت کے زمانے میں ترقی کی۔

شیحو عثمان دان فودیو کی تحریک اور ہاؤسا ادب

اٹھارہویں صدی عیسوی میں اگرچہ ہاؤسا قبائل میں اسلام پھیل چکا تھا۔ اور ان کے اکثر حکمران مسلمان تھے اور بڑے نامور علماء ان کے مشیر تھے تاہم ان کے ہاں جاہلانہ رواجات ابھی تک باقی تھے۔ توہمات کا دور دورہ تھا۔ بعض مشرکانہ رسوم بھی باقی تھیں۔ اس کے ساتھ بادشاہوں کی مطلق العنانی ظلم اور بے جا ٹیکسوں سے لوگ تنگ تھے۔ شیحو عثمان دان فودیو نے ۱۸۰۴ء میں

جہاد کا اعلان کیا۔ شیخو فولانی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اس لئے شروع میں ان کی مخالفت ہوئی لیکن بہت جلد ان کی تحریک ہاؤسا قبائل میں پھیلنے لگی۔ لوگ جوق در جوق ہجرت کر کے شیخو کے جہاد میں شامل ہوتے گئے۔ چنانچہ بہت جلد تمام ہاؤسا ریاستیں فتح ہو گئیں۔ اور ۱۸۰۸ء میں جب بورنو کی ریاست بھی فتح ہو گئی تو شیخو نے سکوٹو کو دارالحکومت بنا کر سکوٹو خلافت قائم کر دی جو پورے شمالی نائجیریا پر پھیلی ہوئی تھی۔ شیخو نے ۱۸۱۹ء میں وفات پائی۔ ان کے بعد سکوٹو خلافت ۱۹۰۸ء تک قائم رہی۔ جب انگریزوں نے آخری سلطان طاہرو کو شکست دے کر سکوٹو پر قبضہ کر لیا تو اسے جنوب کے علاقوں کے ساتھ ملا کر نائجیریا کا نام دیا۔ نائجیریا ۱۹۶۰ء میں آزاد ہوا۔ یہاں اکثر لوگ مسلمان ہیں اور شیخو کی تعلیمات کے پیرو کار ہیں۔

شیخو کی تحریک کا بنیادی پیغام قرآن و سنت کا اتباع اور بدعات کا خاتمہ تھا۔ شیخو تقلید کے مخالف، اجتہاد کے قائل، تصوف کے پرجوش حامی لیکن تقدیر پرستی اور خانقاہی نظام کے شدید مخالف تھے۔ انہوں نے ہجرت اور جہاد پر زور دیا۔ اس تحریک کی ایک امتیازی خصوصیت تعلیم پر زور تھا۔ عورتوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی جاتی تھی۔ چنانچہ اس تحریک نے متعدد اعلیٰ پائے کے مصنف، ادیب اور شاعر پیدا کئے۔ ان میں شیخو کے خاندان کے کئی افراد تھے جنہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ (۱)

تحریک کے اکثر مخاطب ان پڑھ تھے اس لئے تحریک کا پیغام ان تک پہنچانے کے لئے شاعری کو ذریعہ اظہار بنایا گیا۔ نظم کے ذریعے بہت تیزی سے پیغام گھر گھر پہنچتا تھا۔ اس کی بہت ہی واضح مثال شیخو کے بھائی عبداللہی کی ہجرت پر نظم ہے۔ ۱۸۰۴ء میں جب ہجرت اور جہاد کا اعلان ہوا تو بعض لوگوں نے پس و پیش سے کام لیا۔ عبداللہی نے ایک نظم کہی جس میں ان لوگوں کی مذمت کی جنہوں نے شیخو کی دعوت پر ہجرت نہیں کی۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

میری بات دادی اور زیدی تک کون پہنچائے گا
اور ان لوگوں تک جو ابھی تک گاؤں اور شہروں میں بیٹھے ہیں
یہ کافروں کے ساتھی ہیں
جو دولت کے ضائع ہونے کے خوف سے
اور گمراہ حکمرانوں سے تحفظ کی غلط امید پر

اپنے گھروں سے نہیں نکلتے
ان سے کہہ دو
تمہارا اب مسلمانوں سے کوئی واسطہ نہیں
تم نے علانیہ لشکر اسلام سے دغا کی
اور دشمن کی حمایت پر راضی ہو گئے (۲)

اس نظم نے ہاؤسا قبائل میں آگ لگا دی اور ہجرت کی تحریک تیزی سے پھیلنے لگی۔ اسی طرح تحریک کی فتوحات پر بھی نظمیں لکھی گئیں۔ اس سے جہاں تحریک کو تقویت ملی وہاں ہاؤسا ادب کو بھی فروغ ملا۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں شیحو نے خواتین کی تعلیم پر بہت زور دیا ان کی اکثر تحریروں میں یہ دلیل دی جاتی تھی کہ علماء دوسروں کے بچوں کی تعلیم میں تو مصروف ہیں لیکن اپنے گھر کی بچیوں اور عورتوں کو تعلیم میں شامل نہیں کرتے حالانکہ دوسروں کو تعلیم دینا ثواب کا کام اور زیادہ سے زیادہ فرض کفایہ ہے جبکہ اپنے گھر کے لوگوں کی فکر کرنا فرض عین ہے کیونکہ خاندان کے سربراہ سے اس کے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (۳)۔ عورتوں میں تعلیم عام کرنے کے لئے ہاؤسا زبان میں کتابیں لکھیں گئیں ' شیحو کی تحریک کے اس پہلو کا اثر تھا کہ اس زمانے میں متعدد خواتین علما پیدا ہوئیں جنہوں نے ہاؤسا ادب میں بیش قیمت اضافہ کیا۔ ان میں شیحو کی بیٹی نانا اسماؤ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

ہاؤسا زبان کی ممتاز نعت گو: نانا اسماؤ

شیحو عثمان دان فودیو کی بیٹی اسماؤ ۱۷۹۳ء میں دیگل کے مقام پر پیدا ہوئیں ۔ دیگل وہی مقام ہے جہاں شیحو نے ہجرت اور جہاد کی تحریک کا اعلان کیا۔ اسماؤ کا نام حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کے نام پر رکھا گیا جو ہجرت نبیؐ کے وقت خدمات کے حوالے سے معروف ہیں (۴)۔ اسماؤ شیحو کی چہیتی بیٹی تھیں وہ پیار سے انہیں "نانا" کہتے تھے۔ وہ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ محمدو بیلو کے قریب تھیں ۔ محمدو بیلو نے تعلیم نسواں کی اشاعت کے لئے ایک کتاب نصیحتی لکھی اس میں اسلام کی مشہور اہل علم خواتین کا ذکر کیا ان میں اسماؤ کا نام بھی آتا ہے(۵)۔

دیبجل سے ہجرت کے وقت اسماؤ کی عمر ۱۲ سال تھی۔ اس کے بعد ان کی تقریباً" تمام عمر اسی طرح ہجرت اور جہاد میں گزری۔ وہ سفر میں شریک رہتیں جہاد میں حصہ لیتیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف اور خواتین کی تعلیم میں بھی مصروف رہتیں۔ نوعمری میں ان کا رہن سہن فولانی خواتین کا تھا لیکن تحریک کے دوران انہوں نے مکمل طور پر ہاؤسا طرز معاشرت اپنا لیا۔ وہ اپنی تمام مصروفیات کے باوجود مجاہدین کے لئے کپڑا بننے میں دوسری ہاؤسا خواتین کے ساتھ برابر شریک رہتیں۔ کاشت کاری میں بھی ہاتھ بٹاتیں انہیں لوگ اودارگاری (قصبے کی بڑی) کہتے تھے (۶) ۔ تحریک کے دوران زیادہ وقت سفر میں گزرتا تھا لیکن وہ اپنی ان مصروفیات کے لئے بھی وقت نکالتیں۔ ان کی ان ہمہ گیر مصروفیات کی بنا پر انہیں خواتین انا (ملکہ) کہتی تھیں۔

نانا اسماؤ نے خواتین اور ان کے مسائل پر نظم اور نثر دونوں میں لکھا۔ ان کی نظموں سے خواتین کی مشکلات اور ان کی معاشرتی حالت کا بھی پتہ چلتا ہے ۔ ان کی ایک نظم " رانار القیامہ " کے دو اشعار ملاحظہ ہوں :

قتل و غارت بے حد و حساب ہے
عورتوں کی تعداد بڑھ گئی ہے
علم حاصل کرو
تاکہ تم زندگی کی اہمیت سے آگاہ ہو سکو
بیویاں پیچھے رہ جاتی ہیں
خاوند بہت کم وقت دیتے ہیں
دن گزرتے جاتے ہیں (۷)

نانا اسماؤ نے عورتوں کی تعلیم کے لئے جنون کی حد تک کام کیا' دن رات اس میں مصروف رہیں۔ عورتیں اپنے بچوں کو کمر پر اٹھائے قافلوں کی صورت میں دور دراز سے سفر کر کے اسماؤ کے پاس آتی تھیں۔ نانا کی شاگرد گھر گھر جا کر عورتوں کو تعلیم کے لئے سفر پر آمادہ کرتیں ' انہی شاگردوں میں ایک " حوا " تھیں۔ نانا اسماؤ نے ایک نظم " سونورے حوا " اسی شاگرد کے لئے لکھی ۔ فرماتی ہیں :

گرمی میں' برسات میں
فصل کی بوائی پر 'کٹائی پر
ریت اور دھند کا موسم ہو
یا بارش سے پہلے حبس کا
وہ شاہراہ پر ہردم رواں دواں نظر آتی ہے
لوگوں کو میرے پاس لاتی ہے
میں انہیں دین کی باتیں بتانے کی کوشش کرتی ہوں
حلال کے بارے میں بتاتی ہوں' حرام کے بارے میں بتاتی ہوں (۸)

نانا اسماؤ کی نظم ونثر میں قریبا ۷۴ تصانیف ہیں ' - یہ ہاؤسا ' فلفدے اور عربی زبانوں میں ہیں۔ موضوعات کے لحاظ سے یہ تصانیف آٹھ اصناف میں تقسیم کی گئی ہیں :

۱۔ متصوفانہ کلام
۲۔ مواعظ
۳۔ نعتیہ کلام
۴۔ فقہی احکام
۵۔ سیاسیات
۶۔ تاریخ
۷۔ مرثیے
۸۔ ادب آداب

تاریخی موضوعات کے لحاظ سے اسماؤ کی سب سے اہم تخلیق "واکرگیوائے" (سفر کا گیت) ہے ۔ جس میں انہوں نے اپنے والد شیخو عثمان دان فودیو کی زندگی' خصوصا" تبلیغ ' جہاد و ہجرت کے دوران قریہ قریہ سفر کا ذکر کیا ہے۔ دینی نقطہ نظر سے ان کی سب سے مقبول نظم " واکر محمدو" (محمدؐ کا گیت) ہے۔ ادبی نقطہ نظر سے اسماؤ کا شاہکار ان کی نعت ہے جس کا عنوان انہوں نے عربی میں رکھا۔ نعت ہاؤسا زبان میں ہے۔ ہم ذیل کی سطور میں اس کا اردو مفہوم پیش کر رہے ہیں۔ (۹) ہر شعر کے آخر میں درود و سلام کا اضافہ ہم نے خود کیا ہے کیونکہ اس نعت خوانی کے وقت بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر سامعین کا درود پڑھنا بھی نعت کا حصہ ہی ہے اور اسی سے نعت میں ایک صوتی میزان قائم ہوتا ہے ۔